OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
January-March-2024
Vol: 9, Issue: 33
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

اسلامی مالیات میں عقد جعالہ کی شرعی حیثیت اور اس کے عصری اطلاقات
(فقہ حنفی ومالکی کی روشنی میں)

The Legal Status of Juala in Islamic Transactions & Its Modern Application (In The Light of Hanfi & Malki School of Thought)

Muhammad Shafeeq
Assistant Professor/Head Department of Islamic Studies, Green International University Lahore:
muhammad.shafeeq@giu.edu.pk
Muhammad Azhar Abbasi
Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, Minhaj University Lahore:
dr.azhar.mul@gmail.com

Abstract
Contemporary Islamic Finance today has expounded much on the different financial transactions to be shari'ah-compliant based on the maqasid (goals and objectives) of the Shari'ah Law. Although much has been written and practiced on the more common contracts of mudarabah, musyarakah, ijarah, wakalah, istisna, salam, qard, tawarruq, and the concepts of waqf, takaful, etc,not much literature can be found on other less popular concepts and contracts such as ju'alah, musaqah, and so on. To expand Islamic legal theory and practice in fiqh al-mu'amalat (the jurisprudence of financial transactions), this study aims to address the legal basis of, specifically the Ju'alah contract, its pillars and conditions, invalidity and issues according to Hanafi and Malki Fiqah, as well as how the application of such contracts are already being applied in the Islamic financial transactions as modern Islamic financial products and as business practices.

Keywords: Hanfi, Malki, Juala, Financial contracts, Modern application.

تعارف :

جعالہ ایک ایسے معاہدے کا نام ہے جس میں ایک شخص یہ اعلان کرتا ہے کہ جو کوئی بھی یہ مخصوص کام کرے گا یا دیا ہوا مقصد حاصل کرے گا (کام اور مقصد کا فی نفسہ مباح ہونا ضروری ہے) اسے مخصوص انعام دیا جائے گا جیسے کسی شخص کی گاڑی، موبائل یا سرٹیفکیٹ گم ہو جائیں اور وہ یہ اعلان کرے جو کوئی بھی اس کی گم شدہ چیز واپس لائے گا اسے 5 ہزار یا 10 ہزار روپے انعام دیا جائے گا اسے جعالہ کہتے ہیں۔

تعریف:

لفظ جعالہ کا مادہ ج۔ع اور ل ہے اس کے معنی کے بارے مین الفیومی لکھتے ہیں :

"والجعل بالضم الاجر، يقال : جعلت له جعلا، والجعالة بكسر الجيم و بعضهم يحكى التثليث اسم لما يجعل للانسان على فعل شئ ء ۔"[1]

الجعل (جیم کے ضمہ کے ساتھ) کا معنی اجرت ہے کہا جاتا ہے: جعلت لہ جعلا (میں نے فلاں کام کے لیے اجرت متعین کی) الجعالۃ (جیم کے کسرہ کے ساتھ) اور بعض کے قول کے مطابق جیم کی تینوں حرکات کے ساتھ وہ معاوضہ ہے جو کسی انسان کے لیے کسی کام پر مقرر کیا جاتا ہے۔

اصولیین کی اصطلاح میں جعالہ سے مراد انعام کا وعدہ ہے ڈاکٹر وھبۃ زحیلی لکھتے ہیں :

"وتسمى عند القانونيين: الوعد بالجائزة (أي المكافأة أو الجُعْل أو الأجر المعين)، فهي عقد أو التزام بإرادة منفردة."[2]

قانونیین کے ہاں جعالہ سے مراد انعام کا وعدہ ہے اور انفرادی طور پر یہ عقد لازم ہے۔

احناف کی تعریف

متقدمین احناف کے نزدیک جعالہ جائز نہیں ہے متاخرین احناف میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کے شارح علی حیدر نے اس عقد کی درج ذیل تعریف کی ہے :

[1] ابو العباس أحمد بن محمد بن علي الفيومي الحموي، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير (المكتبة العلمية—بيروت) 125/1
Ābu Al-Abbas Ahmad bin Muhammad bin Ali Al-Fayoumi Al-Hamwi, Al-Misbah Al-Munir fi Ghareeb Al-Sharh Al-Kabir (al-maktaba āl-ilmīya, Beirūt, Lebanon)1/125

[2] ڈاکٹر وہبہ بن مصطفی الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (المکتبۃ العلمیہ، بیروت، لبنان) 364/5
Doctar. Wahba bin Mustafa Al-Zūhaili, ālfiqhūl islami wa ādilathū Islamic jurisprudence and its evidence, (al-maktaba āl-ilmīya, Beirūt, Lebanon) 5/364

الجعالة هي عبارة عن التزام التصرف المطلق فى عمل معلوما كان او مجهولا لشخص معينا كان او كان غير معين ۔[3]

جعالہ سے مراد کسی معلوم یا مجہول کام میں معین یا غیر معین شخص کا مطلق تصرف کرنا ہے۔

مالکیہ کی تعریف:

مالکیہ کے نزدیک جعالہ مباح عقد ہے امام امیر کبیر مالکی نے اس کی درج ذیل تعریف کی ہے:

"وهو أن يجعل الرجل للرجل أجرا معلوما ولا ينقده إياه على أن يعمل له في زمن معلوم أو مجهول مما فيه منفعة للجاعل على خلاف في هذا على أنه إن كمله كان له الجعل وإن لم يتمه فلا شيء له مما لا منفعة فيه للجاعل إلا بعد تمامه". [4]

(جعالہ سے مراد یہ ہے کہ) کوئی آدمی کسی کے لیے متعین اجرت مقرر کرے، اور اس کو نقد ادا نہ کرے کہ وہ (دوسرا شخص) معین یا غیر معین زمانہ میں فلاں کام کرے گا، جس میں اجرت مقرر کرنے والے کا فائدہ ہو، اور یہ شرط لگائے کہ اگر کام پورا کرے گا تو اس کو اجرت ملے گی اور اگر کام پورا نہیں کرے گا تو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اجرت مقرر کرنے والے کا فائدہ کام پورا ہونے کے بعد ہی ہے۔

عقد جعالہ کی شرعی حیثیت

ائمہ اربعہ کسی بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے کے لیے عقد جعالہ کے جواز پر متفق ہیں جائز ہے امام بن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اتفق الأئمة الأربعة على جواز الجعالة في رد الآبق.لا نعلم فيه مخالفًا۔[5]

[3] علی حیدر آفندی، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، (دار العالم الکتب، بیروت لبنان) 503/5

Ali Hair āfandi, Dūrarūl hūkam sharha mūjala tūl āḥkāam(darūl ālam alkūtab Beirūt, Lebanon) 5/503

[4] محمد الامیر الکبیر، الاکلیل شرح مختصر خلیل، (دار الفکر بیروت) 59/7

Muhammad al-Amir al-Kabīr, āl-āklīl Sharh Mukhtasar Khalil, Dar Al-Fikr Beirut (1998)7/59

[5] ابو محمد ابن قدامہ حنبلی، المغنی، (دار لفکر بیروت لبنان)20/6

Abu Muhammad ibne Qūdamah Hanbalī, Al-Mūghnī,(Dar Al-Fikr Beirut Lebanon) 6/1998)6/20

ائمہ اربعہ جعالہ (کے عقد) پر بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے پر متفق ہیں اور اس (معاملے) میں کسی کے اختلاف کا ہمیں علم نہیں ہے۔

لیکن بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے کے علاوہ دیگر معاملات میں عقد جعالہ کے استعمال پر احناف اور جمہور میں اختلاف پایا جاتا ہے احناف کے نزدیک جعالہ کا عقد صرف بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے کے لیے جائز ہے اس کے علاوہ دیگر مالی معاملات میں استعمال کرنا جائز نہیں ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:

لا تجوز الجعالة عند الحنفية لما فيها من الغَرَر أي جهالة العمل والمدة قياساً على سائر الإجارات التي يشترط لها معلومية العمل والمأجور والأجرة والمدة. وإنما أجازوا فقط استحساناً دفع الجعل لمن يرد العبد الآبق ۔[6]

حنفیہ کے نزدیک مطلقا جعالہ کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے چونکہ کا اور مدت دونوں مجہول ہیں ۔احناف نے اس ضمن میں جعالہ کو اجارہ کی دیگر اقسام پر قیاس کیا جن میں عمل ،اجرت اور مدت معین اور معلوم ہوتے ہیں البتہ بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے پر انہوں استحسانا اجازت دی ہے اگرچہ یہ بلا شرط بھی ہو۔

جب کہ مالکیہ کے نزدیک جعالہ کا عقد مطلقا مباح اور جائز ہے اور بھاگے ہوئے غلام کے علاوہ دیگر معاملات میں بھی اس عقد کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

احناف کے دلائل

احناف کے نزدیک عقد جعالہ صرف عبد آبق (بھاگے ہوئے غلام) کو واپس لانے کے لیے جائز ہے حدیث پاک میں اسی کے حوالے سے حکم دیا گیا ہے امام ابن ابی شیبہ "المصنف" میں روایت کرتے ہیں:

"عن أبي عمرو الشيباني، أن رجلا أصاب عبدًا آبقًا بعين التمر، فجاء به، فجعل ابن مسعود فيه أربعين درهمًا". [7]

---

[6] ڈاکٹر وہبہ بن مصطفی الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (المکتبۃ العلمیہ، بیروت، لبنان) 364/5

Dr. Wahba bin Mustafa Al-Zūhaili, ālfiqhūl islami wa ādilathū Islamic jurisprudence and its evidence, (al-maktaba āl-ilmīya, Beirūt, Lebanon) 5/364

[7] أبو بكر عبدالله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي، المصنف، (مكتبة العلم والحكم المدينہ المنورة، 1989)، 424/4، رقم 21939

Abu Bakr Abdūllah bin Muhammad bin Abī Shaybah Al-Kūfī, Al-Musannaf, (maktaba alilm wal hikam almadina al mūnawra1989)4/424 Hadīth no: 21939

"حضرت ابو عمرو والشیابی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص عبد آبق (بھاگے ہوئے غلام) کو کھجوروں کے باغ سے پکڑ لایا پس حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو چالیس درہم انعام دیا۔"

اسی طرح حضور ﷺ نے عبد آبق کو واپس لانے کے لیے انعام مقرر فرمایا امام ابن ابی شیبہ مصنف میں روایت کرتے ہیں:

عن ابن أبي مليكة، وعمرو بن دينار، قالا: جعل النبي - صلى الله عليه وسلم - في العبد الآبق إذا جيء به خارج الحرم دينارًا[8]

ابو ملکیہ اور عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ جب عبد آبق (بھاگا ہو غلام) حرم کے باہر کے پکڑا جائے تو حضور ﷺ نے اس (کو واپس لانے والے) کا انعام ایک دینار مقرر فرمایا ہے۔

اسی طرح امام بہقی روایت کرتے ہیں:

"عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قضى رسول الله ﷺ في العبد الآبق يوجد في الحرم بعشرة دراهم ۔"[9].

حضرت عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ اگر بھاگا ہوا غلام (عبد آبق) حرم کے اندر سے واپس لایا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے (واپس لانے والے کے لیے) دس درہم (انعام) مقرر فرمائے۔

احناف نے ان دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جعالہ کا عقد استحسانا صرف بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے میں ہی استعمال کیا جائے ورنہ قیاس کی روسے یہ عقد جائز نہیں ہے چنانچہ مندرجہ بالا عمرو بن شیبانی سے مروی حدیث نقل کرنے کے بعد امام سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

هذا الحديث بيان أن الراد مثاب ; لأن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه لم ينكر عليهم إطلاق القول بأنه أصاب أجرا ، وفيه دليل على أنه يستحق الجعل على مولاه ، وهو استحسان أخذ به علماؤنا رحمهم الله . وفي القياس لا جعل له۔[10]

---

[8] ایضا

Ibid

[9] البيهقي, أحمد بن الحسين بن علي، أبو بكر، السنن البيهقي، (دار الكتب العلمية)200/6

Al-Bayhaqī ,Ahmad bin Al-Hussein bin Ali, Abū Bakr, Al-Sunan al-Bayhaqī, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah (6/200).

[10] شمس الائمہ، محمد بن احمد السرخسی، المبسوط، (دار المعرفۃ بیروت لبنان)، 17/11

Shams ūl-āimah, Muhammad bin Ahmad al-Sarkhsī, al-Mabsūt, (Dar ūl-Ma'rifa, Beirut, Lebanon), 11/17

اس حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بے شک غلام کو پکڑ کر لانے والا ثواب کا مستحق ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس بات پر کہ اس کو اجر ملے گا نکیر نہیں فرمائی۔ نیز اس روایت میں اس بات پر بھی دلیل موجود ہے کہ جعل کی ادائیگی کی ذمہ داری مولی پر ہو گی اور یہی استحسان ہے جس کو ہمارے علماء رحمھم اللہ نے اختیار فرمایا ہے ورنہ قیاس کی رو سے اس میں انعام جائز نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک عدم جواز کے قول کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ مجہول کا عقد ہے اور مجہول شئ کا عقد جائز نہیں ہوتا نیز احناف کے نزدیک معاشی معاملات میں ایجاب و قبول رکن کی حیثیت رکھتے ہیں اور کوئی بھی عقد ایجاب و قبول کے بنا مکمل نہیں ہوتا جب کہ جعالہ میں ایجاب تو ہوتا ہے لیکن قبول نہیں ہوتا اس لیے یہ عقد جائز نہیں ہے امام سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

هذا شيء يأباه القياس؛ لأن العقد مع المجهول لا ينعقد، وبدون القبول كذلك ثم هذا تعليق استحقاق المال بالخطر، وهو قمار، والقمار حرام في شريعتنا، ولم يكن حراما في شريعة من قبلنا۔[11]

یہ (جعالہ کا عقد اجارہ پر) قیاس سے روکتا ہے کیونکہ مجہول شخص کے ساتھ اور بغیر قبول کے عقد منعقد نہیں ہوتا ہے نیز اس عقد میں مال (منفعت حاصل ہونے) کا حق خطرے کے ساتھ معلق رہتا ہے (یعنی گم شدہ کی چیز کا ملنا ایسا معاملہ ہے جس میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ ممکن ہے تلاش کرنے والا شخص اس کو پالے اور یہ بھی ممکن ہے وہ نہ پاسکے) اور یہ جوا ہے اور جوا ہماری شریعت میں حرام ہے جب کہ ما قبل شریعت میں حرام نہیں تھا۔

اسی طرح امام کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

أما أصل الاستحقاق فثابت عندنا استحسانًا، والقياس ألا يثبت أصلًا، كما لا يثبت برد الضالة ... لأن جعل الآبق طريق صيانة عن الضياع؛ لأنه لا يتوصل إليه بالطلب عادة. إذ ليس له مقام معلوم يطلب هناك، فلو لم يأخذه لضاع، ولا يؤخذ لصاحبه، ويتحمل مؤنة الأخذ والرد عليه مجانًا بلا عوض عادة، وإذا علم أن له عليه جعلًا يحمل مشقة الأخذ والرد طمعًا في الجعل،

---

11 شمس الائمہ، محمد بن احمد السرخسی، المبسوط، (دار المعرفہ، بیروت لبنان)، 17/11

Shams ūl-āimah, Muhammad bin Ahmad al-Sarkhsī, al-Mabsūt, (Dar ūl-Ma’rifa, Beirut, Lebanon), 11/17

فتحصل الصيانة عن الضياع، فكان استحقاق الجعل طريق صيانة الآبق عن الضياع، وصيانة المال عن........، فلا تضيع دون الأخذ، فلا حاجة إلى الصيانة بالجعل۔[12]

(عقد جعالہ) ہمارے نزدیک از روئے استحسان ثابت ہے جب کہ قیاس یہ ہے کہ سرے سے یہ عقد ثابت نہ ہو کیونکہ عبد آبق (بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے) پر انعام دینا گویا (مال کو) ہلاکت سے بچانا ہے کیونکہ عام طور پر محض تلاف کرنے سے مالک غلام تک پہنچ سکتا کیونکہ اس کا کوئی معلوم مقام نہیں ہوتا کہ جہاں اس کا مالک اس کو تلاش کرے اور مفت میں بلا کسی عوض کے کوئی شخص ایسے تلاش نہیں کرے گا کہ وہ غلام کو پکڑے اور پکڑنے اور واپس کرنے کا خرچہ بھی خود اٹھائے لیکن جب اس کو معلوم ہو گا کہ اس کام پر اس کو اجرت ملے گی وہ اجرت کے لالچ میں پکڑنے اور واپس کرنے کی مشقت برداشت کرے گا لہذا ضائع ہونے سے حفاظت ہو جائے گی پس جعل (انعام) کا حق آبق کو ضائع ہونے سے بچانے کا طریقہ ہے اور مال کو ضائع ہونے سے بچانا واجب ہے اس کے برخلاف بھٹکا ہوا جانور اپنی مانوس چراگاہوں میں چرتا رہتا ہے لہذا عام طور پر اس تک پہنچنا ممکن ہوتا ہے پس اگر (اس کو) نہ پکڑیں تو وہ ضائع نہیں ہوتا اس وجہ سے اس کی جعل (انعام) کے ذریعے حفاظت کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔

ان دلائل کی وجہ سے احناف کہتے ہیں کہ عقد جعالہ صرف عبد آبق میں جائز ہے جب دیگر معاملات میں جائز نہیں ہے۔

مالکیہ کے دلائل:

مالکیہ کے نزدیک جعالہ کا عقد مطلق طور پر جائز ہے خواہ وہ عبد آبق میں کیا جائے یا دیگر معاملات میں کیا جائے۔اللہ تعالی قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ۔“[13]

وہ (عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے خادم) بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس کھو گیا ہے اور جو شخص اسے لائے گا اسے ایک اونٹ کا بوجھ دیا جائے گا، اور میں اس کا ضامن ہوں۔

امام ابن کثیر اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[12] الکاسانی، علاء الدین، أبو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، (دیال سنگھ لائبریری، لاہور) 6/203

Al-kasanī, Alaūddin, Abū Bakr bin Masoud, Badai ūl-Sanaei (Dyal Sangh Lairbari, Lahore) 6/2036/203

[13] یوسف 12:72

Al-Qūran 12:72

{وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ} هذا من باب الجعالة {وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ} هذا من باب الكفالة۔ وشرع من قبلنا شرع لنا إذا لم يات في شرعنا ما ينسخه۔[14]

(درج بالا آیت مبارکہ کا یہ حصہ کہ (وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ) وہ(عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے خادم پکارنے لگے کہ ان کے سردار یعنی بادشاہ سلامت جس گلاس میں پانی پیتے ہیں وہ گلاس گم ہو گیا اور جو شخص اسے لائے گا اسے ایک اونٹ کا بوجھ دیا جائے گا یہ باب جعالہ سے ہے اور (وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ) اور میں اس کا ضامن ہوں، یہ حصہ باب کفالہ سے ہے۔اور ما قبل شرائع کے احکام ہمارے لیے حجت ہیں جب تک ہماری شریعت میں ان کو منسوخ نہ کر دیا گیا ہو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جعالہ کا عقد جائز ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

”عن ابی سعیدالخدری رضی الله تعالی عنه انطلق نفر من اصحاب النبی ﷺ فی سفرة سافروها، حتی نزلوا علی حی من احیاء العرب فاستضافوهم فابوا ان یضیفوهم ، فلدغ سید ذلک الحی ، فسعواله شیئ، لا ینفعه شیئ، فاتوهم فقالوا: یا یهاالرهط ان سیدنا الدغ وسعینا له بکل شئ لا ینفعه فهل عند احدمنکم من شئ ؟ فقال بعضهم نعم الله ، انی لارقی، ولکن والله لقد استضفناکم فلم تضیفونا، فما انا براق لکم حتی تجعلوا لنا جعلا۔ فصالحوهم علی قطیع من الغنم، فانطلق یتفل علیه ویقرأ: الحمدلله رب العالمین فکانما نشط من عقال، فانطلق یمشی وما به قلبة۔قال: فافوهم جعلهم الذی صالحوهم علیه فقال بعضهم: اقسموا فقال الذی رقی: لا تفعلوا حتی نأتی النبی ﷺ فنذکر له الذی کان فتئظر ما یأمرنا فقد مواعلی رسول الله ﷺفذکروا له فقال: وما یدریک انها رقیه؟ ثم قال: قد اصبتم اقسموا واضربوا الی معکم سهما فضحک رسول الله ﷺ۔“[15]

---

[14] ابن کثیر، حافظ عمادالدین، تفسیر القرآن العظیم،(دارالکتب العلمیہ، بیروت)486/2

Ibne Kathir, Hafiz Imād- ū-Din, Tafsir Al-Quran alazeem ,Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut (2/486).

[15] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب فضائل القرآن،(قدیمی کتب خانہ، کراچی، 2005)، رقم:5007

Bukharī, Muhammad bin Ismail, Āl-Sahih, (qadime kutab khana , Karachi, 2005), No. 5007

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعض صحابہ کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ رات کا وقت ہو گیا اور ایک قبیلے کے پاس ٹھہرے تا کہ رات وہاں گزاری جاسکے۔ صحابہ کرام نے قبیلے والوں سے کہا کہ وہ ان کو ایک رات کے لیے مہمان بنالیں مگر قبیلے والوں نے اس سے انکار کر دیا۔ رات کے کسی پہر قبیلے کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا۔ انہوں نے اس کے علاج کی ہر ممکن کوشش کی مگر اس کو کوئی افاقہ نہ ہوا۔ کسی نے ان کو مشورہ دیا کہ جو لوگ قبیلے سے باہر ٹھہرے ہیں ان کے پاس چلتے ہیں ممکن ہے وہ اس کا علاج کر لیں۔ طویل حدیث مبارکہ کا اختتام ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ ایک صحابی نے بکریوں کے ایک ریوڑ کے عوض اس سردار کو دم کیا اور وہ تندرست ہو گیا۔

حافظ امام ابن حجر العسقلانی شافعی اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

واستدل به للجمهرر فی جواز اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن[16].

جمہور (فقہا) نے اس حدیث سے قرآن کریم کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہونے کا استدلال کیا ہے۔

درج بالا حدیث مبارکہ سے جب دینی امور میں اجرت لینا ثابت ہوتا ہے تو اس کے علاوہ امور میں اجرت لینا بدرجہ اولی ثابت ہوتا ہے

اسی طرح بخاری شریف کی دوسری حدیث پاک ہے ابو قتادہ فرماتے ہیں:

"خرجنا مع رسول الله - صلی الله علیه ووآله وسلم - عام حنین، وفیه: قال رسول الله - صلی الله علیه وآله وسلم : من قتل قتیلًا له علیه بینة، فله سلبه۔"[17]

صحابی رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین والے دن ہم حضور ﷺ کے ساتھ میدان میں نکلے پس آپ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی (کافر و مشرک) کو قتل کرے اور اس کے پاس اس کا ثبوت ہو تو اس (مقتول کافر و مشرک) کا مال اس (قتل کرنے والے) کو ملے گا۔

اس حدیث مبارکہ میں مجہول اجرت کے بدلے جعالہ کی اجازت دی گئی ہے جب کہ جمہور (مالکیہ، شوافع، حنابلہ) کے نزدیک جعالہ کی صحت کے لیے لازم ہے کہ عوض معلوم ہو کیونکہ وہ کافروں کا تھا اس لیے

---

16 عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، (دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ)، 454/4

Asqalani, Abū al-Fazsl Ahmad bin Ali bin Hajar, Fath ūl-Bari, (Dar al-Ma'rifa, Beirut, 1379), 4/454

17 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب فضائل القرآن، (قدیمی کتب خانہ، کراچی، 2005)، رقم: 3142

Bukharī, Muhammad bin Ismail, Āl-Sahih, (qadime kutab khana , Karachi, 2005), Hadīth no: 3142

یہ حکم اسی کے ساتھ ہی خاص ہے جب کہ مسلمانوں کے مابین اس عقد کے لازم ہے کہ عوض معلوم ہو۔ امام ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

"إن جعله من مال المسلمين لم يجز إلا معلومًا مقدرًا، كالجعل في المسابقة، ورد الضالة، وإن كان من الكفار جاز مجهولًا، لأن النبي جعل الثلث والربع وسلب المقتول، وهو مجهول؛ ولأنه لا ضرر فيه على المسلمين، فجاز مع الجهالة، كسلب القتيل۔"[18]

جعالہ اگر مسلمانوں کے مال میں کیا جائے تو جائز نہیں جب تک عوض معلوم نہ ہو جیسا کسی مقابلے میں انعام دینا یا گم شدہ چیز کو واپس لانے میں جعالہ کرنا ہے اور اگر کفار کے مال میں جعالہ کیا جائے تو مجہول عوض کے بدلے میں بھی جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کافر مقتول کے تہائی اور چوتھائی حصہ پر جعالہ کیا اور یہ مقدار مجہول ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لیے ضرر نہیں ہے اس لیے مجہول عوض کے ساتھ بھی جائز ہے۔

قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ قیاس بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ عقد جائز ہو کیونکہ اس عقد کی اکثر عامۃ الناس کو ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ انسانی زندگی میں بہت سارے کام ایسے ہیں جن کو اجرت مقرر کرنے والا خود نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی رضاکارانہ طور پر کرنے والا ہوتا ہے اور کام اور مدت کے مجہول ہونے کی اجارہ بھی صحیح نہیں ہوتا اس لیے ضرورت کی وجہ سے شرعا جعالہ درست ہے جیسے عقد مضاربت جائز ہے امام الحرمین ش مالکی لکھتے ہیں:

وإذا كنا نحتمل جهالة القراض (المضاربة) توصلًا إلى تحصيل الأرباح من غير اضطرار، وإرهاق إليها، فجهالة الجعالة أولى بالاحتمال۔[19]

جب ہم عقد مضاربت میں جہالت سے صرف نظر کرتے ہیں تو اس کی وجہ سے بغیر اضطرار ،آسانی کے ساتھ منافع حاصل ہوتا ہے تو عقد جعالہ بدرجہ اولی تقاضا کرتا ہے کہ اس میں اس جہالت کو نظر انداز کریں۔

---

[18] المقدسی، ابو محمد ابن قدامہ حنبلی، الکافی فی فقہ الامام احمد، (دار لفکر بیروت لبنان، 1994ء) 139/4
Al-Maqdasī, Abū Muhammad Ībne Qūdamah Hanbalī, Al-Kafī fī Fiqh Imam Ahmad, (Darlfikr Beirut Lebanon, 1994) 4/139

[19] الجوینی، امام الحرمین عبد الملک بن عبد اللہ، (نهاية المطلب في دراية المذهب،) دار المنہاج 2007، 495/4
Al-Jūainī, imam ūl Harmain Abdūl Malik bin Abdullah, Nihayatt ūl-Muttalib fī Diriyat ūl-Madhab, (Dar ūl-Minhaj 2007), 4/495

یعنی مضاربت میں رب المال اپنا سرمایہ مضارب کو دیتا ہے کہ اس سے مضاربت کرو۔ تو اس عقد میں سرمایہ تو معلوم ہوتا ہے اور مدت بھی بعض واوقات معلوم ہوتی ہے لیکن منافع مجہول ہوتا ہے لیکن ضرورت اور یسر کی بنیاد پر اس عقد کو سب فقہاء نے جائز قرار دیا ہے تو جعالہ میں یہ نرمی اور سہولت بدرجہ اولی پائی جاتی ہے اس لیے یہ جائز ہے

دلائل کا جائزہ اور ترجیح:

جعالہ کا عقد احناف کے نزدیک صرف عبد آبق (بھاگے ہوئے غلام) کو واپس لانے میں جائز ہے دیگر مالی معاملات میں اس کا عقد کا استعمال جائز نہیں جب کہ مالکیہ کے نزدیک جعالہ عبد آبق کے علاوہ دیگر معاشی معاملات میں بھی جائز ہے۔احناف کے مطابق چونکہ اس عقد میں جہالت اور غرر پایا جاتا ہے اس لیے ناجائز ہے جب کہ مالکیہ کے نزدیک یہ جہالت اس درجے میں نہیں ہے کہ اس عقد کو ناجائز قرار دیا جائے بلکہ ضرورت اور آسانی کی وجہ سے اس جہالت کو نظر انداز کیا جائے گا۔احناف نے جعالہ کو اجارہ پر قیاس کیا ہے اجارہ میں عمل ،مدت اور اجرت معلوم ہوتی ہے جب کہ جعالہ میں اجرت معلوم نہیں ہوتی اس لیے ان کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔اس کے برعکس مالکیہ نے مضاربت پر قیاس کرتے ہوئے رخصت ،سہولت اور رفع الحرج کے اصولوں کی روشنی میں اس عقد کو جائز قرار دیا ہے عصر حاضر میں جعالہ کو مختلف مالی معاملات میں استعمال کیا جاتا ہے قرضوں کی وصولیابی ، بروکری، بینکوں کے لیے جائز تمویلات وغیرہ کی فراہمی بھی اسی عقد کے تحت کی جاتی ہے بلکہ بعض اسلامی بینکوں میں اس کو (Maste Agreement) یعنی بنیادی معاہدے کی اہمیت حاصل ہے۔

International Journal of Management and Applied Research کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

“The Ju’alah contract is positioned as a master agreement in some products used in the Islamic Capital Market, even though originally it was defined as a supporting contract in other areas One good example can be found in Indonesia, where Ju’alah is being used as a primary contract for short-term certificates namely Bank Indonesia Shariah Certificate (SBIS), a monetary instrument issued by

the central bank for monetary control and management of Islamic banking liquidity.”[20]

”جعالہ کے معاہدے کو اسلامی مالیاتی مارکیٹ میں استعمال ہونے والی کچھ مصنوعات میں ماسٹر معاہدے (بنیادی عقد) کے طور پر رکھا گیا ہے، حالانکہ اصل میں اسے معاہدوں میں معاون معاہدہ کے طور پر بیان کیا گیا تھا، اس کی ایک عمدہ مثال انڈونیشیا میں مل سکتی ہے، جہاں جعالہ کو استعمال کیا جارہا ہے۔ بینک انڈونیشیا شریعہ سرٹیفکیٹ (SBIS)، قلیل مدتی سرٹیفکیٹ کے لئے بنیادی معاہدہ، مرکزی بینک کی طرف سے اسلامی بینکاری کی لیکویڈیٹی (سیالیت) کے لیے مالیاتی آلہ کے طور پر اس عقد کو استعمال کیا جاتا ہے۔“

گم شدہ اشیاء کی تلاش، کانوں کی کھدائی اور معدنیات اور پانی کی تلاش کے ساتھ دیگر ایسے معاملات جن میں اجارہ کا عقد استعمال نہیں کیا جا سکتا وہاں ضرورت کی وجہ سے جعالہ استعمال کیا جاتا ہے اسی وجہ معاصر حنفی فقہاء نے بھی اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔ مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

اس (جعالہ) کے بارے میں میں نے عرض کیا کہ میرا اغالب گمان یہ ہے کہ اس بارے میں امام ابو حنیفہ سے کوئی نفی کی بات ثابت نہیں ہے لیکن اثبات کی بھی کوئی روایت نہیں ہے اس واسطے ان کی طرف عدم جواز کی نسبت کی جاتی ہے ورنہ دلائل کے نقطہ نظر سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ ولمن جاءبہ حمل بعیر کی روشنی میں جعالہ کا جواز واضح ہے۔[21]

اسی طرح علامہ منصور پوری لکھتے ہیں:

”اس اصطلاح کے بارے میں جہالت کی وجہ سے اگرچہ ”اعلاءالسنن“ میں عدم جواز کی بات کہی گئی ہے لیکن موجودہ دور میں جس طرح سے مختلف ادارہ جات، فیکٹریوں اور ملوں میں کمیشن فروغ پاچکا ہے، اس سے بظاہر معاملہ کی جہالت موجب نزاع نہیں رہی ہے، اس لئے یا تو اسے سمسرہ (دلال، کمیشن ایجنٹ) کے

---

[20] International Journal of Management and Applied Research, 2020, Vol. The Application of Ju’alah in Islamic Finance: The Malaysian Perspective, Ismail Mohamed, Mohd Rafede Bin Mohd, Aishath Muneeza International Centre for Education in Islamic Finance, Malaysia page :(33)

[21] مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معاشی مسائل، (ادارہ اسلامیات کراچی 2008)، 122/4

Mūftī Muhammad Taqī Usmanī, Islam aur jadid mūashī masāl, (idara Islamiāt Karachi 2008), 4/122

درجہ میں رکھ کر متاخرین احناف کی رائے کے مطابق اس کے جواز کی بات کہنی چاہئے یا پھر ضرورت اور تعامل کو دیکھتے ہوئے فقہ مالکی کی اصطلاح سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔"[22]

عقد جعالہ کے عصری اطلاقات:

بنیادی طور پر عقد جعالہ ایسا عقد ہے جس میں باقی عقود (اجارہ، شرکت، استصناع) کی طرح سخت شرائط نہیں پائی جاتی ہیں یہی وجہ ہے اس میں دیگر عقودات کی بنسبت بہت وسعت ہے اور عصر حاضر میں عقد جعالہ کو عمل میں لاکر بہت سارے معاملات کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا جاسکتا ہے ذیل میں عقد جعالہ کی مالی معاملات پر اطلاقات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

ڈایزائن، ایجادات اور دریافت میں عقد جعالہ:

موجود دور میں نئی نئی ایجادات وقوع پذیر ہو رہی ہیں اور مختلف قسم کے جدید ڈیزائن کے آلات تیار ہو رہے ہیں اور ہر فرد خواہ وہ اجتماعی صورت میں ہو یا انفرادی صورت میں اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے نئی سے نئی چیز کو پیش کرے عقد جعالہ ایک ایسا طریقہ کار ہے کہ جس کو بروکار لاکر یہ مقصد آسانی کے ساتھ حاصل کیا جاسکتا ہے اس لئے عقد جعالہ میں انعام کی بنیاد پر کام کرایا جاتا ہے

اس سلسلے میں عقد جعالہ کو بروکار لانے کی مختلف صورتیں ہیں مثلا کوئی سائنسی ادارہ ہے جو سائنسی ایجادات میں نئی چیزیں سامنے لانا چاہتے ہیں تو اس مقصد کے لئے وہ اچھے اچھے سائنس کو پیش کش کرتے ہیں جو نئی ایجادات دریافت کر کے لائے گا اسے اتنی مقدار رقم انعام کے طور پر دی جائے گی یا اس کو یہ ایوارڈ دیا جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ادارے یا کمپنی کی ساکھ بڑھ جاتی ہے اور سائنسدانوں کو ایک خاطر خواہ رقم انعام کے طور پر مل جاتی ہے۔

ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ تقریباہر کمپنی میں کچھ خاص لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صرف اس کام کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں کہ وہ اس کمپنی کے پروڈکس کو مزید جدید شکل میں پیش کریں تاکہ لوگوں کو ان کے کی طرف زیادہ رغبت ہو اور وہ ان کے پروڈکس کو زیادہ سے زیادہ خریدیں۔ اس مقصد کے لئے ان افراد کو ایک خاص انعام یا الاونس کی پیش کش کرتا ہے اور وہ ان کو نئے پرکشش ڈیزائن تیار کر کے دیتے ہیں جیسا کہ

---

[22] مفتی سید محمد سلیمان منصور پوری، کتاب النوازل، المرکز العلمی للنشر والتحقیق مراد آباد، انڈیا، 379/12
Mufti Syed Muhammad Suleiman Mansoor Puri, Kitab al-Nawazil, Scientific Center for Publishing and Verification, Moradabad, India, 12/379.

کپڑوں میں گل احمد (Gul ahmad) الکرم (al karam) ایڈیڈاس (Adidas) وغیرہ اور جوتوں میں باٹا (Bata) سروس (Servis) نائیک (Nike) وغیرہ آئے دن نیا اسٹاک مارکیٹ میں لے کر آتے ہیں۔

رسالوں/اخبارات اور سوشل میڈیا میں کوئز پر انعام

عصر حاضر میں بعض رسالوں اخبارات اور سوشل میڈیا میں کچھ سوالات شائع کئے جاتے ہیں اور ہر خاص وعام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان سولات کے جوابات دے درست جواب دینے والے کو انعام دیا جاتا ہے اگر جواب دینے والے زیادہ ہو تو ان کے درمیان قرعہ اندازی ہوتی ہے جس کا نام نکل آئے اسے انعام دیا جاتا ہے۔اب دیکھا جائے گا کہ اگر اس ادارے یا کمپنی کی طرف سے اگر کوئی رقم لی جاتی ہے یا نہیں اگر رقم نہیں لی جاتی تو یہ انعام لینا جائز ہے اور یہ عقد جعالہ کے حکم میں داخل ہو گا اور اگر رقم کی جاتی ہے تو یہ جعالہ نہیں بلکہ قمار میں ہے۔[23]

اسٹیٹ ایجنسی کا کاروبار

عقد جعالہ کے مالی معاملات پر اطلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مختلف گروپ اور کمپنیاں جو اسٹیٹ ایجنسی (زمینوں ،پلاٹوں ، مکانوں)کا کاروبار کرتی ہیں یہ کمپنیاں اور ایجنسیاں اپنے کاروبار کو مزید بڑھانے کے لئے انعام اور کمیشن کا جو طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ در حقیقت جعالہ کا ہی ہے

مثال کے طور پر ایک ایجنسی اپنے ایجنٹ سے یہ کہتی ہے جو شخص ہمارے پاس خریدار یا کرایہ دار کو لے کر آئے گا اسے فروخت شدہ مکان یا پلاٹ میں اتنا حصہ بطور انعام دیا جائے گا یا کرایہ پر دیا جانے والے مکان کا اتنا فیصد حصہ انعام کے طور پر ملے گا یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ فروخت شدہ یا کرایہ پر دی گئی چیز کا فیصدی حصہ مقرر نہیں ہوتا بلکہ عام اعلان ہوتا ہے کہ اسے اتنی رقم ملے گی وغیرہ[24]

اسٹیٹ ایجنسی کا یہ کاروبار عصر حاضر میں بہت زیادہ بڑھ رہا ہے اس میں عموما ایجنٹوں کو انعام کا لالچ دیا جاتا ہے جس کا لا محالہ یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ خوب محنت کرتے ہیں اور اور زیادہ سے زیادہ گاہگ لے کر آتے

---

[23]مفتی محمد شفیع،جواہر الفقہ،(مکتبہ دار العلم کراچی)،14/262

Mufti Muhammad Shafi', Jawahir al-Fiqh, (Dar al-Ilm Karachi Library), 14/262

[24]مفتی محمد تقی عثمانی،اسلام اور جدید معاشی مسائل،(ادارہ اسلامیات کراچی 2008)،201/2

Mufti Muhammad Taqi Usmani, Islam or New Ma'ashi Issues, (Karachi Islamic Administration 2008), 2/201

ہیں اور اس طرح ان کو اپنا انعام ملتا ہے اور کمپنی یا ایجنسی کو اپنا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان کے پلاٹس مکانات وغیرہ فروخت ہو جاتے ہیں یا کرایہ پر چلے جاتے ہیں۔

اشیاء گمشدہ کی تلاش

کسی گمشدہ چیز کو تلاش کرنے کے لیے عقد جعالہ کو استعمال کرنا بہت ہی عام ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جعالہ کا ذکر سب سے پہلے اسی گمشدہ چیز کی تلاش کے سلسلے میں ہوا ہے جیسا کہ سورۃ یوسف میں آتا ہے کہ حضرت یوسف کے وزراء نے یہ اعلان کیا کہ ہمارے بادشاہ حضرت یوسف کا پیالہ گم ہو گیا ہے اور جو اس کو لیکر آئے تو اسکو ایک اونٹ بقدر غلہ انعام ملے گا۔ تو یہاں گم شدہ پیالہ کی تلاش پر ایک بہت بڑا انعام ملے گا۔ جس کی بنیاد عقد جعالہ ہے اور اس انعام کو جعل کہتے ہیں۔[25]

گمشدہ چیزوں کو تلاش کرنے کی بہت ساری صورتیں بن سکتی ہیں جو آج کل رائج بھی ہیں۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

گمشدہ جانوروں کی تلاش

کبھی جانور مثلا بیل گائے وغیرہ بھاگ جاتے ہیں یا لا پتہ ہو جاتے ہیں اس طرح کہ چرنے کے لیے کسی سبز زار علاقہ میں گئے تھے لیکن واپسی کا راستہ بھول گئے یا کوئی اور وجہ ہو ان دونوں صورتیں میں مالک یہ اعلان کرتا ہے کہ جو کوئی میرا گمشدہ جانور تلاش کر کے مجھے واپس لادے اسے اتنا جعل (انعام) دیا جائے گا تو اسطرح اعلان سے اس لا گمشدہ جانور مل جائے تو اسے یہ فائدہ ہوگا کہ جانور مل گیا اور تلاش کرنے والے کو انعام مل گیا اور یوں دونوں فائدہ مند رہے اسی طرح کسی کا کتا غائب ہو جائے اور وہ اس کا شوقین ہو تو وہ یہ کہ کوئی مجھے میرا کتا تلاش کر کے لائے اسے انعام ملے گا۔[26]

سازوسامان

انعام کا لالچ دے کر کوئی چیز تلاش کرنے کی عموما جو صورت ہوتی ہے وہ جانور تک محدود نہیں ہوتی بلکہ مختلف ساز وسامان سے بھی متعلق ہوتی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مالک کی بے احتیاطی کی وجہ سے کوئی چیز مثلا

---

[25] یوسف12:72
Āl-Qūrān 12:72

[26] المعاییر الشرعیہ، ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات المالیۃ الإسلامی، (الکویت)، 278/15
Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI) 15/278

قیمتی گھڑی، موبائل، کاغذات، بٹوا وغیرہ گم ہو جائے اور باوجود تلاش کے اسے نہیں ملتی تو یہ اعلان کرتا ہے کہ جو کوئی میری گمشدہ چیز لے کر آئے گا میں اسے اتنا انعام دوں گا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی چور یا ڈاکو کوئی چیز مثلاً گاڑی، موٹر سائیکل، موبائل وغیرہ چوری کر کے لے جاتا ہے تو مالک یہ اعلان کرتا ہے کہ جو میری گمشدہ گاڑی وغیرہ مجھے واپس کرے گا تو اسے اتنی رقم انعام میں ملے گی۔[27]

معدنی ذخائر کی تلاش:

عقد جعالہ میں اگر دیکھا جائے تو پہاڑوں اور میدانوں میں معدنیات (کوئلہ، تیل، گیس اور قیمتی پتھروں) کی مقدار کے بارے میں یا گہرائی کے بارے میں پتہ چلانا مشکل ہوتا ہے گویا کہ جدید آلات پیشگی بتاتی ہے کہ تیل کتنی گہرائی پر موجود ہے یا کوئلہ کسی پہاڑ کے اندر کس حد اور کس سطح تک موجود ہے پھر بھی معاہدہ کاروں کے درمیان اس کو قطعیت کے ساتھ تسلیم کیا جاسکتا ہے اس طرح چولستان اور صحراؤں میں نکاس آب کے منصوبے میں پانی کی سطح اور بھرائی کے عمل کا پیشگی اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔ اس حوالے سے عموماً عقد جعالہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

معدنیات اور تیل نکالنے کے سلسلے میں اگر دیکھا جائے تو وہاں نہ تو عمل کی مقدار معلوم ہوتی ہے کہ کہ کتنے عمل کے بعد معدنیات یا تیل یہاں سے نکلیں گے اور یہ بھی نہ معلوم ہوتا ہے کہ کتنے وقت میں یہ معدنیات یا تیل نکل سکیں گے۔ اس لئے معدنیات یا تیل نکالنے میں باقی عقود شرعیہ کے بجائے صرف عقد جعالہ ہی کو زیر استعمال لاکر ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ جاعل عامل سے یہ کہتا ہے کہ یہاں سے اگر تیل یا معدنیات نکالو گے تو تمھیں اتنا انعام ملے گا اب اگر وہ عامل تیل نکال لئے یا مطلوبہ معدنیات نکال لے تو وہ اپنے انعام کا مستحق ہو جائے گا لیکن اگر مطلوبہ تیل یا معدنیات نہ نکال سکا تو وہ اپنے اجر کا مستحق بھی نہیں ہوگا۔[28]

نتائج بحث:

زیر نظر مقالے کے نتیجے میں مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

---

[27] المعاییر الشرعیہ، ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات المالیۃ الإسلامی، (الکویت)، 279/15

Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI) 15/279

[28] مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معاشی مسائل، (ادارہ اسلامیات کراچی 2008)، 121/4

Mufti Muhammad Taqi Usmani, Islam or New Ma'ashi Issues, (Karachi Islamic Administration 2008), 4/121

جعالہ ایک ایسے معاہدے کا نام ہے جس میں ایک شخص یہ اعلان کرتا ہے کہ جو کوئی بھی یہ مخصوص کام کرے گا یا دیا ہوا مقصد حاصل کرے گا اسے مخصوص انعام دیا جائے گا۔ متقدمین احناف میں امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک چند چیزوں (بھگوڑے غلام کے لوٹانے) کے علاوہ میں جعالہ جائز نہیں اور امام محمد اور متاخرین احناف عقد جعالہ کے مطلق جواز کے قائل ہیں۔ عصر حاضر میں عقد جعالہ کی صورت میں بہت سی عملی صورتیں مروج ہیں جو کو عمل میں لا کر اہم مالی اور تجارتی معاملات کو سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ عقد جعالہ کی صورت مالی اداروں کے علاوہ معاشرہ کے دیگر افراد کے لئے بھی قابل عمل ہے۔ اس مقالے سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ عقد جعالہ ایک وسیع تر موضوع ہے جس پر مزید تحقیق کے دروازے کھل سکتے ہیں اور نئے امور کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License